

(Islamic Politicle Theories) اسلام کا سیاسی نظم

اسلام عالمگیر امت کے قیام کا خواہاں ہے، جس میں تمام لوگوں میں مساوات ہو اور ایک ہی قانون کے تحت سب کے معاملات نمٹائے جائیں۔ اسلام میں مذہب اور سیاست لازم و ملزم ہیں۔ حکومت ایک امانت ہے جو عوام کی خدمت کا ذریعہ ہے اور سرکاری حکام عوام کے خادم ہیں۔ ظہور اسلام کے وقت نسل، زبان، وطن اور دوسری چیزوں کی بیناد پر اختلاف اور تھبب موجود تھا، اسلام نے آگر ان امتیازات کو ختم کیا۔ قرآن مجید نے بھی زبان، رنگ، نسل یا دوسرے عوامل کی بنابر ہر فرض کی فضیلت کو مسترد کر دیا ہے اور فضیلت کا واحد معیار خداخوئی اور پرہیزگاری کو بنایا ہے۔ اسلام تمام افراد کو وحدت کی لڑی میں پروگر عالمگیر سطح پر امت مسلمہ کی تشکیل کرتا ہے۔ اگرچہ تمام انسانی نسلوں کی ایک ہی مشترکہ ابتداء ہے مگر دو عوامل نے باہم رابطوں کو گھٹانے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے، یہ دو عوامل موت اور دوری ہیں۔

مسلمانوں میں "قومیت" کی مشترک بنیاد اسلامی نظریہ ہے (قومیت کا انحصار فرد کی مرضی اور انتخاب پر ہے)۔ ماضی کا مشاہدہ بتاتا ہے کہ مسلمانوں نے نسل اور علاقائی حد بندیوں سے آزاد ہو کر ایک عالمگیر اخوت کا اصول اپنایا اور یہ جذبہ آج بھی ان کے درمیان ایک قوت کے طور پر موجود ہے۔ بد قسمتی سے مسلمانوں میں آج عالمگیر خلافت کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔

عالمگیریت کے پہلو: ۱۔ ایک کلمہ ۲۔ ایک قبلہ
۳۔ مسلمانوں کی عالمگیر خلافت ۴۔ نبی ﷺ کی رسالت تمام انسانیت کے لیے:

آپ ﷺ کی ذات روحانی اور مادی (مذہبی اور سیاسی) سمیت تمام اختیارات کا منع تھی۔ پہلی مسلم ریاست جس کے آپ ﷺ بانی بھی تھے، تمام دینی و دنیاوی امور آپ نمٹاتے تھے (جیسے نماز کی امامت، خطبہ جمعہ، سپہ سalar، چیف جسٹس)۔ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کے لیے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی جاتی تھی۔ نبی مکرم ﷺ کو اپنی قوم کی قیادت کا اختیار پہنچنے کے ناطے سے حاصل تھا۔ آپ ﷺ نے جو قوانین وضع کیے وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی روشنی میں وضع کیے۔ رسول اللہ ﷺ منظم زندگی پر زور دیتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی اس حالت میں مر گیا کہ اس کو علم ہی نہیں کہ اس کا امام (خلیفہ) کون ہے تو وہ حالت کفر میں مرا"

خلافت:

قرآن مجید میں بادشاہوں کا تذکرہ موجود ہے لیکن اس کے سوا کسی طرز حکومت (مثلاً جمہوریت یا آمریت) کا ذکر نہیں کیا۔ نبی ﷺ نے اپنی جانشینی کے لیے واضح وصیت نہیں چھوڑی تھی اس لیے آپ ﷺ کے وصال کے بعد جانشینی کے معاملے پر اختلاف پیدا ہوا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے دینی رشتہ، آپ کے فضائل کو دیکھتے ہوئے اور آپ ﷺ کا اپنی عالالت کے دوران ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دینا، اس حکم کا سیاست (خلافت اور جانشینی) پر اطلاق

کرتے ہوئے آپ کو خلیفہ منتخب کر لیا گیا اور آپ کے ہاتھ پر صحابہ نے بیت کی۔ اس طرح حکمرانی کے انتخاب میں توجہ ہماری طرز (لوگوں کی رائے) کو ہی اپنایا گیا مگر اس کا دورانیہ ملوکیت سے مشابہ تھا۔ بعد کے تینوں خلفاء الگ طریقے سے خلیفہ منتخب ہوئے۔

حضرت عمرؓ کے خلیفہ بننے کی وصیت حضرت ابو بکر صدیقؓ کے گئے تھے، جس بنا پر آپ خلیفہ کے منصب پر فائز ہوئے۔

حضرت عمرؓ نے شہادت کے وقت عشرہ مبشرہ میں سے موجود اپنے بہنوئی حضرت سعید بن زید کے علاوہ 6 افراد کی کمیٹی بنائی¹⁹، اس چھر کنی کمیٹی نے مشاورت کے بعد حضرت عثمانؓ کو خلیفہ منتخب کیا۔

شہادت عثمانؓ کے بعد امامت کے حالات میں شدید انتشار پیدا ہو گیا، لوگوں نے حضرت علیؓ کو خلیفہ بننے کے لیے کہا مگر وہ آمادہ نہ ہوئے تاہم کبار صحابہ کے اسرار پر آپ راضی ہو گئے اور چوتھے خلیفہ کے طور پر آپ کا انتخاب ہوا۔ چاروں کی مدت خلافت تقریباً تیس سال تھی ہے، یوں رسول اکرم ﷺ کی پیش گوئی پوری ہوئی جو آپ نے فرمایا تھا: "میرے بعد خلافت تیس سال قائم رہے گی۔"

آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ کے مذہبی اور سیاسی اختیارات و رشتے میں سیاسی جانشینوں (خلفاء راشدین) کو منتقل ہو گئے۔ خلیفہ وقت نماز کی امامت کرواتے، خطبہ دیتے اور سربراہ ریاست (حکومت) کے فرائض بھی ادا کرتے۔ خلیفہ کے انتخاب کے وقت بھی بیعت کا طریقہ کارہی اپنایا جاتا تھا، ایسے افراد جنہیں آبادی کا سب سے زیادہ حق نمائندگی حاصل ہوتا ہے، بیعت کرتے ہیں۔ اس بیعت میں یہ اصول مسلمہ تھا کہ نامزد کرنے والے نمائندے ہی حکمران کو معزول کرنے کا اختیار بھی رکھتے تھے۔ نبی کے جانشین (خلفاء) خدائی احکامات کی پابندی کرتے تھے اور نبی ﷺ کے بنائے ہوئے قوانین کو منسوخ نہیں کر سکتے تھے البتہ جن معاملات پر نبی ﷺ کی تعلیمات خاموش تھیں وہاں نئے قوانین بنائتے تھے۔ خلیفہ قانون سازی میں مطلق العنان نہیں تھے اور نہ قانون سے بالا دست تھے۔

خلافت کے بارے نبی ﷺ سے ایک اور فرمان منسوب کیا جاتا ہے: "کہ خلافت کا حق صرف قریش کا ہے"، تاہم اس کا حوالہ دستیاب نہیں اور نہ نبی ﷺ کے کسی عمل سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ ریاست مدینہ بننے کے بعد رسول رحمت ﷺ تقریباً 25 بار اپنا قائم مقام مقرر کر کے دار الحکومت سے باہر گئے اور مختلف اوقات میں مختلف افراد کو ذمہ داری پرداز کی۔

خلفاء راشدین کے بعد اقتدار بخواہی اور پھر بتو عباس کے پاس آگیا، عباسیوں کو سین میں (وہاں اموی حکومت کے سب) خراج و صولہ ہو سکا (گویا سین میں عباسیوں کی حکومت نہ چل سکی)۔ گویا تقریباً دو صدیوں بعد مسلم دنیا میں بغداد، قرطہ (سین) اور مصر میں (فاتحی حکمران) الگ الگ خلافتیں قائم ہو گئیں۔

ترک مسلمانوں نے خلیفہ کے ساتھ "امیر الامر ااء" کا منصب قائم کیا جو بعد میں "سلطان" بن گئے۔ مصر کی فاطمی خلافت کا خاتمه کر کے ترک (کرد) حکمران بن گئے، جنہوں نے خلافت بغداد کی سپرستی تسلیم کر لیں لیکن جب تاتاریوں نے اس ملک کو تاراج کیا تو خلافت ایک دفعہ پھر مصر میں منتقل ہو گئی۔ جب عثمانی ترکوں نے مصر فتح کیا تو وہاں نبی عباسی خلافت کا خاتمه کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد ہسپانیہ (سین) کی خلافت نے عیسائی فاتحین کے آگے ہتھیار ڈال دیے اور یوں سین میں کم و بیش 8 سو سالہ مسلم اقتدار کا خاتمه ہو گیا، یہاں سے نکلنے والوں نے مرکش میں خلافت قائم کر لی۔

قططعیہ (استبول) میں قائم عثمانی ترکوں اور ہندوستان میں مغل حکومت نے بھی خلافت کا دعویٰ کیا، مگر ان کی خلافت ان کی سلطنت کی حدود کے اندر ہی تسلیم کی گئیں۔ ان دو خلافتوں سے قبل خلیفہ کے لیے قریشی ہونا ضروری تھا۔ مغلوں کو انگریزوں نے اقتدار سے باہر کر دیا اور ترک خلیفہ کو خود اس کی عوام

نے تخت سے معزول کر دیا۔ آخری ترک خلیفہ عبدالحمید دوم جو بنی ﷺ کے بعد 100 ویں خلیفہ تھے، جلاوطنی کے دوران پیرس میں انتقال کر گئے، اسی دوران مراکش میں قائم خلافت فرانس کی تحریم میں آگئی۔

اسلامی نظام حکومت:

اسلام حکومت کے بیرونی نظام کو ابہیت نہیں دیتا، کوئی بھی نظام جس میں بنی نوع انسان کی دین و دنیا کی بھلائی مد نظر رہے اور اللہ کے قانون کو لا گو کیا جائے، ایسے نظام کی اسلام اجازت دیتا ہے۔ اسلامی نظام حکومت میں بنیادی ادارے یہ ہیں:

۱- مفہمنہ ۲- عدالیہ ۳- انتظامیہ ۴- تہذیبی ذمہ داریاں (یہ کوشش رہے کہ پوری دنیا میں اللہ کا قانون نافذ ہو جائے)

اسلامی سیاسی نظام کی خصوصیات:

۱- اللہ تعالیٰ کی حاکیت: (یعنی حاکم اعلیٰ اللہ تعالیٰ ہے)
۲- دین کے احکامات کے مطابق قانون سازی:
۳- حکمران عوام کے خادم: ۴- شوریٰ کا نظام: ۵- مشاورت میں قبائل اور علاقوں کو مناسب نمائندگی دی جائے، حضرت موسیٰ اپنی قوم میں سے 70 افراد کو منتخب کر کے کوہ طور پر لے گئے تھے۔ بنی اسرائیل کے 12 قبائل کے لیے صحرائے سینا میں 12 پانی کے چشمے مخصوص کرنے سے بھی مناسب نمائندگی کا اشارہ ملتا ہے۔

۶- احتساب: ۷- مساوات: ۸- قانون کی حکمرانی: ان اللہ یا مر بالعدل والا الحسان اعدلو احوال قرب للتقوى وامر لاعدل بینکم
فاطمہ مخدومی کا واقعہ

۹- قانونی قوانین کے مطابق سربراہ حکومت یا ریاست کو کسی قسم کا استثناء حاصل نہیں۔

لوچھا لیا لوایے سلسلہ ایسے دین (الله تعالیٰ می طرف سے سزا کے طور پر) آک لی کام ڈالی جائے گی۔ (نحوذ بالله من ذالک)

[جامع ترمذی : 2649 ، سُنن ابی داؤد : 3658 ، سُنن ابن ماجہ : 261 ، مِشکوٰۃ المصابیح : 223 ، قال الشیخ زبیر علیزئی والشیخ الالبانی : اسنادہ صحیح]

سلف کافہم (امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ (المُتوفی-261 هجری) اپنی شہرہ آفاق کتاب ”صحیح مسلم“ کو تالیف فرمانے کی حکمت لکھتے ہیں: ”(آے شاگرد !) جب تم نے مجھ سے اس عظیم کام کی فرماش کی (یعنی صحیح مسلم کی تالیف) تو میں نے سوچا کہ اگر میں اس کا ارادہ کرلوں اور یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ جائے تو اس کا فائدہ سب سے پہلے بطور خاص مجھے ہی حاصل ہو گا، اسکے اسباب بہت ہیں مگر انکے ذکر سے (یہ تمہیدی) گفتگو لمبی ہو جائے گی۔ مختصر یہ کہ اس پہنچتہ طریقہ سے تھوڑی مقدار میں روایات کو تحقیق کے ساتھ مرتب کرنا زیادہ آسان اور مفید ہے جائے بہت زیادہ روایات جمع کرنے کے، **بطور خاص عوام الناس کیلیے** کہ جنہیں احادیث (کے صحیح یا ضعیف ہونے) کی پہچان نہیں ہوتی جب تک کہ انکی راہنمائی کوئی دوسرا نہ کر دے۔ جب آئیں صورت حال ہو جو تم نے بیان کی، تو تھوڑی تعداد میں صحیح احادیث کا جمع کر دینا، زیادہ مقدار میں غیر مستند روایات کو جمع کرنے سے زیادہ نفع بخش ہو گا۔“ [صحیح مسلم : المقدمة]

A منبع نبوی ﷺ پر قائم خلافت راشدہ کی صحیح مدت کتنی تھی ؟ اور خلافت راشدہ کے اہل حقیقی خلفاء راشدین ﷺ کون تھے ؟

01 صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو موسی اشعری رض بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ مغرب ادا کی، پھر ہم نے سوچا کہ یہیں بیٹھیں رہیں تاکہ نمازِ عشاء بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی پڑھ لیں (تو بہتر ہو گا)۔ چنانچہ ہم وہیں بیٹھ رہے، اسی دورانِ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ نے پوچھا: ”تم اُس وقت سے یہیں (بیٹھے) ہو ؟“ ہم نے عرض کیا آے اللہ کے رسول ﷺ ! ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ (نمازِ) مغرب پڑھی، پھر سوچا کہ یہیں بیٹھے رہتے ہیں تاکہ آپ ﷺ کے ساتھ نمازِ عشاء بھی پڑھ لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے بہت اچھا کام کیا۔“ پھر آپ ﷺ نے سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور اکثر آپ ﷺ اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”ستارے آسمان کے لئے باعثِ امن ہیں، جب ستارے چلے جائیں گے تو آسمان پر وہ وقت آجائے گا جس کا وعدہ ہے (یعنی فنا)، اور میں اپنے صحابہ ﷺ کیلئے باعثِ امن ہوں، جب میرے صحابہ ﷺ رخصت ہو گیا تو میرے صحابہ ﷺ پر وہ چیز آئے گی جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے (یعنی فتن و مصائب)، اور میرے صحابہ ﷺ میری اُمت کیلئے باعثِ امن ہیں، جب میرے صحابہ ﷺ رخصت ہو جائیں گے تو میری اُمت پر وہ چیز آجائے گی جس (فتن و مصائب) کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے۔“ [صحیح مسلم : 6466]

02 مسندِ احمد کی حدیث میں ہے: سیدنا نعمان بن بشیر رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے رازدار سیدنا حذیفہ رض نے فرمایا: مجھے امراء (حکمرانوں) کے بارے میں آپ ﷺ کا خطبہ یاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم میں نبوت باقی رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر جب چاہے گا، اُسے اٹھا لے گا۔ پھر نبوت کی طرز پر خلافت ہو گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر جب چاہے گا، اُسے بھی اٹھا لے گا۔ پھر کاث کھانے والی بادشاہت ہو گی، جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر جب چاہے گا اُسے بھی اٹھا لے گا۔ پھر جابرانہ بادشاہت

02 ہوگی، جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا اُسے بھی اٹھائے گا، پھر بوت کی طرز پر خلافت ہوگی (یعنی قرب قیامت سے پہلے امام مہدی ﷺ کی خلافت را شدہ) اسکے بعد آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔ ”مُسْنَدِ أَحْمَدَ“ کی ایک اور حدیث میں ہے: سیدنا سعید بن جہمان تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مجھ سے سیدنا سفینہؓ نے حدیث یہاں کی کرسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خلافت 30-سال تک رہے گی، پھر اسکے بعد ملوکیت (بادشاہت) ہو جائے گی۔ ”سنن نسانی الکبریٰ“ کی حدیث میں ہے: سیدنا سعید تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام سیدنا سفینہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میری امت میں خلافت 30-سال تک رہے گی، پھر اسکے بعد ملوکیت (بادشاہت) ہو جائے گی۔“ پھر سیدنا سفینہؓ نے مجھ سے فرمایا: ”جب ہم نے شمار کیا تو سیدنا ابو بکرؓ، سیدنا عمرؓ، سیدنا عثمانؓ اور سیدنا علیؓ کو پایا (یعنی ہم نے ان خلفاء راشدین کی کل مدت خلافت کو 30-سال ہی پایا)“ سنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے: سیدنا سفینہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بوت کی طرز پر خلافت 30-سال تک رہے گی، پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا حکومت دے گا۔“ سعید تابعی کہتے ہیں کہ پھر سیدنا سفینہؓ نے مجھ سے فرمایا: ”سیدنا ابو بکرؓ کے 2-سال، سیدنا عمرؓ کے 10-سال، سیدنا عثمانؓ کے 12-سال اور اسی طرح سیدنا علیؓ کے 6-سال بھی شمار کرو (کل تیس 30-سال پورے ہوئے)۔“ سعید تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا سفینہؓ سے عرض کی کہ یہ لوگ (یعنی بنو امیہ) تو سمجھتے ہیں کہ سیدنا علیؓ علیہ السلام خلیفہ (برحق) نہیں تھے ! (نبوت: سیدنا علیؓ کے ساتھ علیہ السلام خود امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے لکھا ہے) سیدنا سفینہؓ نے (غصہ کی حالت میں) فرمایا: ”بُوْزُرْقَاءُ (نیل آنکھوں والے) بنور وان کی پیٹھ نے جھوٹ بولا ہے۔“ جامع ترمذی کی حدیث میں ہے: سیدنا سفینہؓ نے ارشاد فرمایا: ”میری امت میں خلافت 30-سال تک رہے گی، پھر اس کے بعد بادشاہت ہوگی۔“ پھر سیدنا سفینہؓ نے فرمایا: ”سیدنا ابو بکرؓ کی خلافت اور سیدنا عثمانؓ کی خلافت اور پھر فرمایا سیدنا علیؓ کی خلافت بھی شمار کرو، ہم نے یہ تمام مدت کل 30-سال ہی پائی ہے۔“ سعید تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا سفینہؓ سے عرض کی کہ بنو امیہ کے لوگ تو سمجھتے ہیں کہ خلافت تو ان میں ہے، تو سیدنا سفینہؓ نے (انہائی غصہ میں) فرمایا: ”بُوْزُرْقَاءُ (نیل آنکھوں والے یعنی بنو امیہ اور بنور وان) جھوٹ بولتے ہیں، بلکہ (حق تو یہ ہے کہ) وہ تو شریر ترین حکومت کرنے والی ایک ملوکیت (بادشاہت) ہے۔“ مُسْنَدِ ابی داؤد الطیالسی کی حدیث میں ہے: سیدنا سفینہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”تم شمار کرو سیدنا ابو بکرؓ اور سیدنا عمرؓ کی خلافت 12-سال اور 6-ماہ تھی اور سیدنا عثمانؓ کی خلافت 12-سال تھی اور پھر سیدنا علیؓ کی خلافت نے (سیدنا حسنؓ کے 6-ماہ بھی شامل کرنے سے) 30-سال پورے کر دیئے۔“ سعید رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے سیدنا سفینہؓ سے عرض کیا: پھر حضرت معاویہؓ کی حکومت کیا ہوئی؟ سیدنا سفینہؓ نے فرمایا: ”وہ (یعنی حضرت معاویہؓ) خلیفہ راشدینیں بلکہ مسلمانوں کے بادشاہوں میں سے پہلے (بادشاہ) تھے۔“ المصنف ابن ابی شیبہ کی حدیث میں ہے: سیدنا سعید تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا سفینہؓ سے عرض کیا کہ بنو امیہ کے لوگ تو دعویٰ کرتے ہیں کہ خلافت ان میں ہے۔ سیدنا سفینہؓ نے مجھ سے فرمایا: ”بُوْزُرْقَاءُ (نیل آنکھوں والوں) نے جھوٹ بولا ہے، بلکہ وہ تو سخت گیر بادشاہوں میں سے ہیں اور ان کے پہلے بادشاہ حضرت معاویہؓ ہیں۔“ [مُسْنَدِ احمد : 18596 (جلد - 8 ، صفحہ - 116) اور 22264 (جلد - 10، صفحہ - 310) ، قال الشیخ الالبانی والشیخ زبیر علیزی والشیخ الارنزوط : إسناده صحيح]

[مشکوٰۃ المصایب : 5378 ، سنن نسانی الکبریٰ : 8155 ، سنن ابی داؤد : 4646 ، جامع ترمذی : 2226 ، قال الشیخ الالبانی والشیخ زبیر علیزی : إسناده صحيح]

[السلسۃ الصحیحة : 459 ، مُسْنَدِ ابی داؤد الطیالسی : 1203 (جلد - 2 ، صفحہ - 102) ، قال الشیخ غلام مُصطفیٰ ظہیر امن پوری فی السنۃ - 16 : إسناده صحيح]

[المصنف ابن ابی شیبہ : 37157 ، إسناده صحيح علی شرط الشیخ الالبانی والشیخ زبیر علیزی والشیخ شعیب الارنزوط رحمہم اللہ اجمعین]

03 صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا معدان بن ابی طلحہ تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سیدنا عمر بن خطابؓ نے جمع کا خطبہ دیا اور اس میں رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابو بکرؓ کا ذکر نہیں فرمایا۔ پھر سیدنا عمرؓ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک مرغ نے مجھے 3-ٹھوکیں ماری ہیں اور میں (اسکی تعبیر) یہ سمجھتا ہوں کہ میری موت کا وقت قریب آچکا ہے۔ بعض لوگ مجھے یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ میں کسی کو اپنا جانشین مقرر کر دوں لیکن (میں ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتا کیونکہ) اللہ تعالیٰ آپنے دین کو برداشتیں ہونے دے گا نہ ہی اپنی خلافت کو اور نہ ہی اُس (ہدایت) کو جسے اُس نے آپنے رسول ﷺ کو دے کر بھیجا ہے۔ اگر میری موت جلدی ہو جائے تو (میرا یہ حکم ہے کہ) خلافت کا فصلہ ان 6-افراد میں ہی طے پائے جن سے رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک راضی تھے۔ (نبوت: ان 6-افراد کے نام صحیح بخاری کی اگلی حدیث میں آرہے ہیں) اور مجھے خوب معلوم ہے کہ بعض لوگ اس امر خلافت میں طعن کریں گے، اور یہ وہ لوگ ہیں جن کو میں نے اسلام کی خاطر (ان کے اسلام قبول کرنے سے پہلے) آپنے ان ہاتھوں سے مارا بھی ہے۔ (نبوت: فتح مکہ پر معافی مانگ کر اسلام میں داخل ہو نیوالے انہی لوگوں سے متعلق حقائق اس تحقیقی مقالہ کی اگلی احادیث میں آرہے ہیں) پس اگر وہ لوگ واقعی ایسا کریں (یعنی خلافت میں طعن کریں) تو جان لینا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ اور کافروں کی گراہ ہیں۔۔۔۔۔ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا عمرو بن میمون تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جس زخم میں سیدنا عمر بن خطابؓ کی شہادت ہوئی، آپؓ کو دو دھپیش کیا گیا، آپؓ نے پیا گلروہ آپؓ کے زخم سے بہر کلاؤ لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آپؓ اس زخم سے زمہ نہیں پچ پائیں گے، تو لوگ آپؓ کے گرد جمع ہو گئے۔۔۔۔۔ چنانچہ لوگوں نے درخواست کی کہ امیر المؤمنین! اپنے بعد اپنے جانشین کی وصیت فرمادیجئے، آپؓ نے فرمایا ”میں اپنے بعد ان 6-افراد سے بڑھ کر اس معااملے (خلافت) کا کسی اور کو حقدار نہیں سمجھتا، جن سے نبی ﷺ اپنی وفات تک راضی تھے۔“ پھر آپؓ نے سیدنا علیؓ، سیدنا نازمیرؓ، سیدنا طلحہؓ اور سیدنا عبد الرحمن

بن عوف کا نام لیا اور پھر (آپنے بیٹے کی دل جوئی کیلئے) فرمایا کہ ان 6-افراد کے ساتھ سیدنا عبد اللہ بن عمر رض بھی (مشاورت میں) موجود ہوگا، لیکن خلافت میں اُس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ پھر مزید فرمایا : ”میں آپنے بعد والے خلیفہ کو صیحت کرتا ہوں کہ وہ مہاجرین اول کا خیال رکھے، اُن کے حقوق اور احترام کو گلوظ خاطر رکھے اور میں اُسے انصار کے بارے میں بھی ہدایت کرتا ہوں کہ وہ اُن سے حسن سلوک کرے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بہت پہلے اہل ایمان کو پناہ دی تھی۔ اُن کی اچھائیوں کی پذیرائی کی جائے اور کوتا ہیوں سے صرف نظر کی جائے اور میں تمام خلافتِ اسلامیہ کے متعلق بھی حسن سلوک کی صیحت کرتا ہوں ۔۔۔۔۔“ [صحيح مسلم : 1258 ، صحيح بخاری : 3700]

نوت اُن 6-افراد میں سے 4-افراد: سیدنا زبیر رض، سیدنا طلحہ رض، سیدنا سعد رض اور سیدنا عبد الرحمن رض بن عوف رض خود ہی دستبردار ہو گئے اور پھر انہوں ہی نے باقی بچ جانے والے سیدنا علی رض اور سیدنا عثمان رض میں سے سیدنا عثمان رض کو خلیفہ منتخب کر لیا اور سب سے پہلے سیدنا علی رض نے ہی سیدنا عثمان رض کی بیعت کی۔ لہذا سیدنا عثمان رض کی شہادت کے بعد سیدنا علی رض سے بڑھ کر کوئی بھی شخص خلافت کا حقدار نہیں تھا اسی لئے صحابہ رض نے سیدنا علی رض کو سیدنا عثمان رض کے بعد خلیفہ چون لیا تھا : [صحيح بخاری : 3700 اور 7207]

4 **صحيح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبد اللہ بن عباس رض بیان فرماتے ہیں کہ میں لوگوں کے ہمراہ سیدنا عمر بن خطاب رض کی صیحت کے پاس کھڑا تھا کہ پیچھے سے ایک آدمی نے میرے کندھے پر اپنی کہنی رکھی اور کہا اللہ تعالیٰ آپ (سیدنا عمر رض) پر رحمت فرمائے، مجھے شروع ہی سے یہ میدواٹ تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ رض کو اپنے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رض) کے ساتھ اکٹھا فرمادے گا، کیونکہ میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا کرتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے : ”میں اور ابو بکر اور عمر تھے، میں اور ابو بکر اور عمر نے یہ کیا، میں اور ابو بکر اور عمر گئے۔“ تو میں موقع رکھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ رض کو اُن دونوں ساتھیوں کے ساتھ (موت کے بعد بھی) اکٹھا فرمادے گا، سیدنا عبد اللہ بن عباس رض کا بیان ہے: ”جب میں نے اُس شخص کی طرف مُرکَد یکھا تو وہ سیدنا علی ابن ابی طالب رض تھے۔“ [صحيح بخاری : 3677 ، صحيح مسلم : 6187]

5 **صحيح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا حذیفہ بن یمان رض بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم سیدنا عمر بن خطاب رض کی صیحت میں بیٹھے تھے کہ آپ رض نے دریافت فرمایا: فتنے سے متعلق کوئی حدیث تم میں سے کسی کو یاد ہے؟ سیدنا حذیفہ رض نے عرض کی (جی ہاں) آدمی کو بعض دفعہ اپنے اہل و عیال، مال، اولاد اور پڑوی سے فتنہ (آزمائش) لاحق ہوتا ہے اور نماز، خیرات اور امر بالمعروف و نهى عن الممنوع سے ایسے فتنے کا سد باب اور ازالہ ہو جاتا ہے۔ سیدنا عمر رض نے فرمایا (نہیں) میں اس قسم کے فتنوں کے بارے میں نہیں پوچھ رہا ہوں، بلکہ میرا سوال تو اُس فتنے سے متعلق ہے جو سمندر کی موجود کی طرح شدید ٹھاٹھیں مارتا ہوا ہو گا۔ سیدنا حذیفہ رض نے عرض کی: آے امیر المؤمنین! آپ رض کو تو اُس فتنے سے کوئی خطرہ نہیں ہو گا، آپ رض اور اُس (عظمیم) فتنے کے درمیان ایک بندرووازہ (حائل) ہے۔ سیدنا عمر رض نے پوچھا: وہ دروازہ توڑ دیا جائے گا یا کھولا جائے گا؟ سیدنا حذیفہ رض نے عرض کی: بلکہ اُسے توڑ دیا جائے گا۔ سیدنا عمر رض نے فرمایا: پھر تو وہ کبھی بھی بندہ ہونے پائے گا۔ سیدنا حذیفہ رض نے عرض کی: جی ہاں بالکل! تابعین کہتے ہیں کہ ہم نے پھر سیدنا حذیفہ رض سے پوچھا: کیا سیدنا عمر رض کو معلوم تھا کہ دروازہ سے مراد کیا چیز ہے؟ سیدنا حذیفہ رض نے فرمایا: ہاں! بالکل اُنکو ایسے ہی معلوم تھا جیسے آج کے بعد آنے والے کل کا علم یقین ہوتا ہے، کیونکہ میں نے کوئی غلط حدیث تو انہیں بیان نہیں کی تھی! تابعین کہتے ہیں کہ ہمیں جرأت نہ ہوئی کہ ہم سیدنا حذیفہ رض سے پوچھ سکیں کہ اُس دروازے سے مراد کیا چیز تھی؟ چنانچہ ہم نے مسروق تابعی سے کہا کہ تم پوچھو، تو اُنکے پوچھنے پر سیدنا حذیفہ رض نے فرمایا: ”اُس دروازے سے مراد خود ”سیدنا عمر رض“ ہی تو تھے۔“ [صحيح بخاری : 7096 ، صحيح مسلم : 7268]

6 **صحيح بخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبد اللہ بن عمر رض بیان فرماتے ہیں کہ میں (آپنی ہمیشہ) اُم المؤمنین سیدہ خصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، اس حال میں کہ اُن کے بالوں سے پانی پک رہا تھا، میں نے اُن سے عرض کی: لوگوں کا معاملہ جو صورت اختیار کر سکا ہے، آپ بخوبی اُس سے واقف ہیں، میرا تو کوئی خلیل اس امر (خلافت اور اقتدار) میں نہیں رہ گیا۔ اُم المؤمنین نے فرمایا تم ابھی جاؤ کیونکہ لوگ تھہرا انتظار کر رہے ہیں اور مجھے ڈر رہے کہ تھہراے نہ جانے سے انتشار و افتراق پیدا ہو گا۔ اُم المؤمنین سیدہ خصہ رضی اللہ عنہا نے بالا صرار انہیں بھیج کر ہی چھوڑا۔ چنانچہ سب لوگ متفق لکھریوں میں بیٹھ گئے تو حضرت معاویہ بن ابی سفیان رض نے (مسئلہ تحریک کے بعد پہلی دفعہ) وہاں (مدینہ شریف میں) خطبہ دیا اور کہا: جو کوئی اس امر (خلافت و اقتدار) میں بولنا چاہتا ہے، تو وہ ذرا سر اٹھا کے تو دکھائے، یقیناً ہم اُسکے اور اُسکے باپ سے بھی زیادہ اس (خلافت و اقتدار) کے مستحق ہیں (نعود بالله من ذالک) راوی حدیث حبیب بن مسلمہ تابعی نے بعد میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رض سے پوچھا: اے سیدنا عبد اللہ بن عمر رض پھر آپ نے اُن (حضرت معاویہ رض) کو کوئی جواب کیوں نہیں دیا؟ سیدنا عبد اللہ بن عمر رض نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا تھا کہ اُسی وقت اپنی گلوٹھ کھولوں اور حضرت معاویہ رض کو جواب دوں کہ اس امر (خلافت) کا تم سے بڑھ کر حقدار تو وہ ہے جس نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام کی خاطر جنگ کی تھی (یعنی سیدنا علی ابن ابی طالب رض یا پھر سیدنا عبد اللہ بن عمر رض) مگر پھر میں ڈر گیا کہ کہیں کوئی ایسی بات نہ کہہ بیٹھوں کہ جس سے انتشار پھیلے اور خون ریزی ہو اور میری بات کا غلط مطلب ہی سمجھ لیا جائے، چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ کی تیار کردہ حنفی نعمتوں کو اپنے تصویر میں یاد کیا (اور صبر کر کے خاموش ہو رہا)۔ راوی حدیث حبیب بن مسلمہ تابعی نے اس پر کہا: ”سیدنا عبد اللہ بن عمر رض نے (یوں خاموش احتیا فرمाकر) اپنی جان بھی بچالی اور اپنی عزت کو بھی (فتنہ و فساد سے) بچالیا۔“ [صحيح بخاری : 4108]

7 **صحيح بخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا محمد بن حنفیۃ البصری رحمہ اللہ (جو سیدنا علی ابن ابی طالب رض کی دوسری بیوی سیدہ حنفیۃ رحمہ اللہ کے بیٹے تھے) بیان فرماتے ہیں: میں نے اپنے والدگرامی رض سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (اس اُمت کے لوگوں میں) سب سے افضل شخصیت کون تھی ہیں؟ تو سیدنا علی رض نے فرمایا: سیدنا ابو بکر رض، میں نے کہا پھر ان کے بعد کوئی ہیں؟ فرمایا: سیدنا عمر رض، پھر مجھے خدا شہو اکہ اگر آب کی بار پوچھا تو آپ رض سیدنا عثمان رض کا نام لیں گے، چنانچہ میں نے کہا کہ سیدنا ابو بکر رض اور سیدنا عمر رض کے بعد تو آپ رض (اُفضل) ہیں؟ تو آپ رض نے (امکساری کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا: ”میں تو عام مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں۔“ [صحيح بخاری : 3671]

﴿فرقة واریت سے نکل کر، صرف "قرآن اور صحیح الاسناد احادیث" کو جھٹ و دلیل مانئے، اور جھوٹی، بے سند اور "ضعیف الاسناد تاریخی روایات" کے فتوؤں سے بچنے والوں کیلئے﴾

B خلیفہ راشد سے بغاوت بدعت ہے! جنگ جمل، حفیں اور نہروان میں سیدنا علیؑ کی حقانیت! اور شہادت سیدنا عثمانؑ ④

08 سُنْ أَبِي دَاوُدَ ، جامِعٍ تَرْمِذِيَّ أَوْ سُنْنَةِ أَبِي مَاجِهِ كَيْ حَدِيثٌ مِّنْ هُنَّ سَيِّدُنَا عَبْرَابِضَ بْنَ سَارِيَةَ كَيْ بَيَانٌ هُنَّ كَيْ أَيْكَ رُوزَ (وَفَاتَ سَيِّدُهُ كَيْ عَرْصَةُ قَبْلِ) رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَّےْ هُنَّ نَمَازٌ پَّهَانِی اور پھر ہماری طرف رُخْ آنور کر کے بہت ہی آثر آنگیز خطبہ ارشاد فرمایا جس کو سن کر صحابہؓ کی آنکھیں بہہ پڑیں اور دل دہل گئے۔ ایک شخص نے کہا: آے اللہ کے رسول ﷺ ہمیں یوں لگتا ہے گویا کہ یہ آپ ﷺ کا آخری وَعْظاً وَصِحْتٌ ہے! الہذا آپ ﷺ ہمیں کوئی وصیت فرمائیے! تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے اور (آپ نے بعد کے حکمرانوں کی) بات سننے اور اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں خواہ وہ کوئی جبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ تم میں جو بھی میرے بعد زندہ رہا تو وہ بہت ہی اختلاف دیکھے گا، دیکھا اُس (اختلاف کے وقت) تم میری سنت اور راست بازاورہ دایت یا نتہ خلفاءؓ کی سنت پر کار بند رہنا، اور ان کو خوب مضمبوٹی سے قہام لینا کہ چھوٹے نہ پائیں اور (دین میں) کسی نئے کام کو جاری کرنے سے باز رہنا کیونکہ یہ بدعت ہے اور ہر بدعت گرا ہی ہے۔" سُنْ نَسَائِيَّ كَيْ حَدِيثٌ مِّنْ يَأْلَفَاطَّبُجَيْ مُوْجَدِيْنِ: "أَوْهُرْگَرْاهِيْ (أَسْ بَعْدِنِيْ كَوْ) دَوْزَخْ مِنْ لَكْ رَجَانَهَ وَالِيْ ہَيْ۔"

[سُنْ أَبِي دَاوُدَ: 4607 ، جامِعٍ تَرْمِذِيَّ: 2676 ، سُنْ أَبِي مَاجِهِ: 42 ، سُنْ نَسَائِيَّ: 1579 ، قال الشیخ الالبانی والشیخ زیبر علییئی : [اسناده صحیح]

09 مُسْنَدُ أَحْمَدَ، الْمُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكِمِ اَوْ سُنْنَةِ الْكَبْرَىِ كَيْ حَدِيثٌ مِّنْ هُنَّ سَيِّدُنَا عَبْرَابِضَ خَدْرِيَّ بَيَانٌ فَرَمَتْ ہُنَّ كَيْ بَهْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَيْ انتظارٌ مِّنْ بَيْتِهِ ہوئے تھے کہ آپ ﷺ آپی کسی الہمی محترم کے گھر سے تشریف لے آئے، پھر ہم بھی آپ ﷺ کے ہمراہ ہوئے، اسی دوران آپ ﷺ کا جو تما بارک ٹوٹ گیا، تو سیدنا علیؑ ایں ابی طالبؑ اُس مبارک جو تے کو مرمت کرنے کی وجہ سے پیچھے رہ گئے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ چلتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ سیدنا علیؑ کے انتظار میں رک گئے اور ہم بھی ٹھہر گئے۔ وہاں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم میں ایک ایسا (خوش نصیب) شخص بھی ہے کہ جو قرآن حکیم کی تفسیر کی خاطر (مسلمانوں سے) قاتل کرے گا جیسا کہ مجھے قرآن حکیم کی تنزیل (حقانیت) کی خاطر (کفار سے) قاتل کرنا پڑا۔" یہن کہ ہم سب شوق سے آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے (اس امید سے کہ شاید میں ہی وہ خوش نصیب شخص ہوں) اور اس وقت ہمارے درمیان سیدنا ابو بکرؓ اور سیدنا عمرؓ بھی موجود تھے۔ سیدنا ابو بکرؓ نے عرض کی کیا میں ہوں وہ؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "نہیں۔" سیدنا عمرؓ نے عرض کی کیا میں ہوں وہ؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "نہیں (تم میں سے کوئی بھی ایسا شخص نہیں) بلکہ وہ (خوش نصیب) تو میرے جو تے گا نتھنے والا شخص ہے (یعنی سیدنا علیؑ ابی طالبؑ)۔ چنانچہ ہم سب سیدنا علیؑ کے پاس آئے تاکہ اُنھیں یہ بشارت دیں۔ سیدنا ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں: "(وہ بشارت سننے کے بعد) سیدنا علیؑ کار دُعَلِ ایسا تھا گویا کہ وہ پہلے ہی سے اُس بشارت کو جانتے تھے۔"

[مسند احمد: 11309 (جلد - 5، صفحہ - 103) اور 11795 (جلد - 5، صفحہ - 247)، قال الشیخ شعیب الاننووو: [اسناده صحیح]

[الْمُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكِمِ: 4621 ، قال الامام حاکم و الامام الذہبی: [اسناده صحیح] ، سُنْنَةِ الْكَبْرَىِ: 8457 ، قال الشیخ غلام مصطفیٰ فی خصائص علی: [اسناده صحیح]

10 صحیح بخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا علقم تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے وہ ملک شام کے توہاں مسجد میں داخل ہو کر دعا کی کہ آے اللہ مجھے یہاں کوئی نیک ہم نشین عطا فرم۔ چنانچہ (دعا کی قبولیت ہوئی اور) اُن کو سیدنا ابو الدراءؓ کی صحبت نصیب ہوئی۔ سیدنا ابو الدراءؓ نے علقمہ تابعی سے پوچھا کہ تم کس علاقے سے ہو؟ میں نے عرض کی کہ شہر کوفہ سے آیا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: کیا تم میں سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ موجود نہیں ہیں، جو سفر و حضر میں رسول اللہ ﷺ کی جو یاتاں اور مبارک سامان اٹھایا کرتے تھے؟ میں نے عرض کیا ہیں! پھر فرمایا: کیا تم میں سیدنا حذیفہؓ موجود نہیں ہیں کہ جنہیں رسول اللہ ﷺ کے خاص راز معلوم ہیں جنہیں اُن کے سوا کوئی اور نہیں جانتا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! کوفہ (میں سیدنا عمار بن یاسرؓ جیسی شخصیت موجود نہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی مبارک زبان کے ذریعے شیطان سے پناہ عطا فرمائی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں!) (یعنی سیدنا ابو الدراءؓ نے علقمہ تابعی کو فرمایا کہ کونہ میں اتنے کبار اصحاب رسول ﷺ کے ہوتے ہوئے شام کا سفر اختیار کرنے کی ضرورت نہیں) [صحیح بخاری: 3743]

11 صحیح بخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو مریم اسدی تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب سیدنا طلحہؓ، سیدنا زیرؓ اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ کی طرف (جنگ جمل کیلئے) روانہ ہوئے تو سیدنا علیؑ نے سیدنا عمار بن یاسرؓ اور اپنے بیٹے سیدنا حسنؓ کو ہمارے پاس کوفہ روانہ فرمایا (تاکہ وہاں سے فوجی مدح حاصل کر سکیں)۔ تو وہ دونوں منبر پر چڑھے، سیدنا حسنؓ منبر کے اوپر والے حصہ پر تشریف فرمائے اور سیدنا عمارؓ نیچے والے حصہ پر گھڑے ہوئے۔ ہم سب اُن کی بات سننے کیلئے اکٹھے ہوئے۔ سیدنا عمار بن یاسرؓ نے فرمایا: اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا (لشکر لے کر مکہ مکرمہ سے) بصرہ روانہ ہو چکی ہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ دنیا و آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں، مگر (اس وقت) اللہ تعالیٰ تھہاراً متحکم فرمانا چاہتا ہے کہ تم (خلیفہ راشد کی اطاعت کے ذریعہ) اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہو یا پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیروی کرتے ہو؟

صحیح بخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو بکرؓ کا بیان ہے کہ جنگ جمل کے دنوں میں اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے فرمان مبارک سے بہت فائدہ پہنچایا جبکہ میں (سیدنا علیؑ کے خلاف) جمل والوں کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں) شریک ہوئے ہی والاتھا کہ اُن کی حمایت میں قاتل کروں (مگر میں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا کیونکہ مجھے یاد آگیا کہ) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: "وَهُوَ مَنْ بَهِيْ فَلَاحْ (کامیابی) حاصل نہیں کر سکتی جوَانِ سَرِبرَاهِ کسی عورت کو بنا لے۔" [صحیح بخاری: 7100 اور 4425]

12 مُسْنَدُ أَحْمَدَ کی حدیث میں ہے: سیدنا قیس تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے لشکر کے ہمراہ بخواہ مرکے گھاٹ پر پہنچیں تو وہاں کے بھوکنے لگے، تو آپ رضی اللہ عنہا نے دریافت فرمایا: یہ کون سچشمہ ہے؟ جواب ملکہ یہ چشمہ حواب ہے! یہن کہ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: پھر تو میں ضرور واپس ہی جاؤں

گی۔ اس فیصلہ پر سیدنا زیرؑ نے مشورہ دیا کہ نہیں بلکہ ہمیں آگے بڑھنا چاہیے تاکہ آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر مسلمانوں میں اتحاد کی کوئی راہ نکل سکے (اور وہ فتنہ و انتشار ختم ہو جائے جو شہادت سیدنا عثمانؓ کے بعد سے جنم لے چکتا!)۔ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک دن مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے (یعنی خبر دیتے ہوئے بڑے افسوس کی حالت میں) ارشاد فرمایا تھا: "تم (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) میں سے کسی ایک (زوجہ مطہرہ رضی اللہ عنہا) کی حالت اُس وقت کیسی ہوگی، جب کہ اُس مقام حواب کے کتے بھونکیں گے؟" **مسند احمد اور مجمع الزوائد کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابو رافعؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی ابن ابی طالبؓ سے فرمایا: "یاد رکھنا اعلیٰ! عقریب تمہارے اور عائشہ کے درمیان ایک (خش والا) معاملہ ہو گا۔" سیدنا علیؓ نے پوچھا: کیا میرے ساتھ ہے؟ آپؓ نے فرمایا: "ہاں،" سیدنا علیؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ پھر تو میں بڑا بد بخت ہوں گا۔ آپؓ نے ارشاد فرمایا: "نہیں! بلکہ جب ایسا ہو گا تو تم اُس (عائشہ رضی اللہ عنہا) کو اُسکی پناہ گاہ تک پہنچا دینا۔" **مجمع الزوائد کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے ارشاد فرمایا: "کاش! مجھے معلوم ہو جاتا کہ تم میں سے میری کوئی ایک ایسے اونٹ پر سوار ہو گی کہ جس (اونٹ) کے چہرے پر بہت زیادہ بال ہو گے۔ حواب کے کتے تکلیں گے اور اُس کے دائیں باسیں بہت زیادہ قتل و غارت ہو گی۔ اور پھر وہ بال بال فتح جائے گی!" **محمد عظم سعودی عرب شیخ محمد ناصر الدین الابنی رحمہ اللہ (المستوفی 1420ھ)** اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں: "اس معاملہ میں زیادہ سے زیادہ یہ اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب حواب مقام کے بارے میں معلوم ہو گیا تھا تو انھیں تو واپس چلے جانا چاہیے تھا، لیکن آحادیث میں آیا ہے کہ وہ واپس نہیں گئیں، یہ بات تو اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کی شان کو زیان نہیں تھی۔ اس (علمی سوال پر) ہمارا جواب یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کمال والی ہر صفت ہی پائی جاتی ہو، یاد رکھیں! لغزش اور غلطی سے پاک صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ کسی سنی مسلمان کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی قابل احترام ہستیوں کے بارے میں اتنا غلوکرے کہ انہیں شیعہ کی طرح معصوم اماموں کی صفح میں لاکھڑا کرے (یعنی عصمت صحابہ کا عقیدہ بھی ویسا ہی باطل عقیدہ ہے جیسا کہ شیعہ کا عصمت آئمہ کا عقیدہ باطل ہے)۔ ہمیں اس میں شک نہیں ہے کہ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہ خروج اصل میں خطا پر ہی مبنی تھا، اسی لئے جب اُن کو مقام حواب کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی کے پورے ہونے کا معلوم ہوا تو انھوں نے واپسی کا ارادہ بھی کر لیا تھا۔ لیکن سیدنا زیرؑ نے انھیں یہ کہہ کر واپسی کا ارادہ ترک کرنے پر قائل کر لیا کہ شاید آپ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں صلح کی کوئی صورت نکال دے گا۔ اس میں بھی شک نہیں کہ سیدنا زیرؑ بھی اپنے اس اجتہاد میں خطا پر تھے۔ عقل بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ان دونوں گروہوں میں سے کسی ایک کو ضرور خطاب پر قرار دیا جائے کہ جس کی وجہ سے مسلمانوں کے مابین سیکنڑوں ہزاروں لوگوں کا خون ہوا۔ اور یہ نکل اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اجتہاد ہی اس (جنگ جمل والے) معاملہ میں خطاب پر تھی تھا۔ اسکے بہت سے اسباب اور واضح دلائل موجود ہیں۔ (اور اسکی) ایک دلیل تو ان کا اپنے اس خروج پر نادم ہونا ہی ہے اور یہی ندامت اُنکے فضل و کمال کو زیبا بھی ہے۔ اُنکی یہ خطاب اجتہادی خطاؤں میں سے ایک خطاب تھی جو کہ نہ صرف معاف کردی جاتی ہے بلکہ اس پر ایک اجر بھی ملتا ہے۔ **صحیح بخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا عروہ بن زیر تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے (اپنے بھانجے) سیدنا عبد اللہ بن زیرؑ کو وصیت فرمائی کہ مجھے ان ہستیوں (رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابو بکرؓ اور سیدنا عمرؓ) کے ساتھ فدن نہ کرنا بلکہ مجھے میری سوکنوں (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) کے ساتھ یقین غرقد میں وفاتنا، میں ان (تینوں عظیم ہستیوں) کے ذریعے اپنی شان نہیں بڑھانا چاہتی! **المصنف ابن ابی شیبة کی حدیث میں ہے:** سیدنا قیس تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا آخری وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "مجھے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ درون کرنا کیونکہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ایک نیا کام سرزد ہو گیا۔" **محمد عظم سعودی عرب شیخ الابنی رحمہ اللہ اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں:** "اس نئے کام سے آپ رضی اللہ عنہا کی مراد جنگ جمل میں شرکت کرنا تھا کیونکہ بعد میں آپ رضی اللہ عنہا اس سفر پر بہت شرمند تھیں اور اپنے عمل پر توبہ بھی کی۔ لیکن انہوں نے یہ کام بھی نیک نیت سے ہی کیا تھا، بالکل اسی طرح سیدنا طلحہؓ، سیدنا زیرؑ اور دیگر کبار صحابہؓ نے بھی نیک نیت کے ساتھ بھلانی کی امید پر اصلاح کی غرض سے اس سفر میں شرکت کی تھی۔"

[**مسند احمد:** 24758 (جلد - 11، صفحہ - 67) اور 25161 (جلد - 11، صفحہ - 184)، **السلسلة الصحيحة:** 474، **قال الشیخ الابنی والشیخ الارناؤوط:** [إسناده صحيح]

[**مسند احمد:** 27440 (جلد - 12، صفحہ - 269)، **مجمع الزوائد:** 12024 (جلد - 7، صفحہ - 163)، **قال الامام الهیثمی:** رواہ **مسند احمد و البزار و الطبرانی و رجاله ثقات**]

[**مجمع الزوائد:** 12026 (جلد - 7، صفحہ - 163)، **قال الامام الهیثمی:** رواہ **مسند البزار و رجاله ثقات**، **قال الشیخ غلام مصطفیٰ ظہیر فی السنۃ - 70:** [إسناده صحيح]

[**صحیح بخاری:** 1391، **المصنف ابن ابی شیبة:** 38927، **قال الشیخ الابنی:** [إسناده صحيح]، **السلسلة الصحيحة:** 474، **قال الشیخ الابنی:** [إسناده صحيح]

(13) المُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكِمِ کی حدیث میں ہے: سیدنا قیس بن حازم تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے: "میں نے مروان بن حکم (جو جنگ جمل میں بنو أمیہ کی طرف سے لوگوں کو سیدنا علی ابن ابی طالبؓ کے خلاف بھڑکانے والوں کا سراغنہ تھا) کو (جنگ جمل کے) اُس دن سیدنا طلحہؓ پر ہی تیر چلاتے ہوئے دیکھا تھا، جو ان کے گھنٹے میں لگا اور وہ اُسی رخی حالت میں مسلسل تباہ کہتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔" **المصنف ابن ابی شیبة اور فضائل الصحابة کی حدیث میں ہے:** سیدنا علی ابن ابی طالبؓ فرمایا کرتے: "مجھے اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ میں، سیدنا عثمان بن عفانؓ، سیدنا طلحہؓ اور سیدنا زیرؑ ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے: "اور هم ان (ایمان والوں) کے سینوں میں سے ہر قسم کا کینہ کھینچتا ہے اسی لیں گے (اور وہ) بھائیوں کی طرح (جنت کے) تختوں پر آمنے سامنے میٹھے ہوں گے۔" [سورة الحجر: آیت نمبر 47]

[**المُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكِمِ:** 5591، **قال الامام حاکم والبام الدھبی:** [إسناده صحيح]

[**المصنف ابن ابی شیبة:** 38976، **فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل:** 1057، **قال الشیخ زیر علیزئی فی فضائل الصحابة:** [إسناده صحيح]

نحو

چوتھے خلیفہ راشد امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالبؑ نے مندرجہ بالا حدیث نمبر-13 میں تیرے خلیفہ راشد امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفانؑ کا ذکر کیوں کیا؟

اس آہم بات کی حقیقت و حکمت اور امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفانؑ کی مظلومانہ شہادت کی حقیقی وجہات کو جانئے کیلئے صحیح احادیث (نمبر-14 تا نمبر-16) ملاحظہ فرمائیں:

14 صحیح بخاری کی حدیث میں ہے:

سیدنا محمد بن حفیظ تابعی رحمہ اللہ (جو سیدنا علی ابن ابی طالبؑ کی دوسری بیوی سیدہ حفیظہ رحمہما اللہ کے بیٹے تھے) بیان فرماتے ہیں: اگر سیدنا علی ابن ابی طالبؑ نے سیدنا عثمان بن عفانؑ کا ذکر کر برائی سے کرنا ہوتا تو اس دن کرتے جب کچھ لوگوں نے آکر ان (سیدنا علیؑ) سے سیدنا عثمانؑ کے گورزوں (کی نا انصافیوں و مظالم) کی شکایت کی تو انہوں نے مجھے حکم دیا: ”رسول اللہؐ کی لکھوائی ہوئی تحریر (جوبیت المال سے متعلق شرعی احکام پر مشتمل تھی) ساتھ لے کر سیدنا عثمانؑ کے پاس جاؤ اور انہیں سمجھاؤ کہ اپنے گورزوں کو بیت المال میں رسول اللہؐ کے سنت طریقہ پر تصرف کرنے کا حکم دیں۔“ چنانچہ میں سیدنا عثمانؑ کی خدمت میں حاضر ہوا (اور سیدنا علیؑ کا پیغام پہنچا دیا) تو انہوں (سیدنا عثمانؑ) نے مجھ سے فرمایا: ”ہمیں اس (رسول اللہؐ کی لکھوائی ہوئی تحریر) کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔“ چنانچہ میں اس کو لے کر سیدنا علیؑ کے پاس واپس آیا اور سارا واقعہ بیان کر دیا تو سیدنا علیؑ نے فرمایا: ”اس (رسول اللہؐ کی لکھوائی ہوئی تحریر) کو اُسی جگہ پر رکھ دو جہاں سے اٹھایا تھا۔“ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا علی بن حسین تابعی رحمہ اللہ (المعروف امام سجاد زین العابدین) مروان بن حکم کا بیان نقل کرتے ہیں: ”میں (مروان) سیدنا عثمان بن عفانؑ اور سیدنا علی ابن ابی طالبؑ کے پاس اُس وقت موجود تھا جب سیدنا عثمانؑ حج تمعن (ایک ہی سفر میں حج اور عمرہ دونوں ادا کرنے) سے منع کر رہے تھے۔ جب سیدنا علیؑ نے یہ صورت حال دیکھی تو کہا: ”لیک بعمرہ و حجۃ“ (یعنی عمرہ اور حج اکٹھا ادا کرنے کا اعلان کیا) اور فرمایا: ”میں کسی شخص کے کہنے پر رسول اللہؐ کی سنت ترک نہیں کروں گا۔“ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: سعید بن مسیب تابعی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: سیدنا عثمان بن عفانؑ اور سیدنا علی ابن ابی طالبؑ دونوں مقام عسفان پر اکٹھے ہوئے اور سیدنا عثمانؑ حج تمعن سے روک رہے تھے تو سیدنا علیؑ نے (سیدنا عثمانؑ سے) فرمایا: ”آپؑ ایک ایسے عمل سے کیوں منع کر رہے ہیں جسے خود رسول اللہؐ نے ادا فرمایا ہے؟“ جواب میں سیدنا عثمانؑ نے (سیدنا علیؑ سے) فرمایا: ”آپؑ ہمارے معاملے میں دخل نہ دیں۔“ سیدنا علیؑ نے فرمایا: ”میں اسے (دخل دیے بغیر) چھوٹیں سکتا۔“ پھر جب سیدنا علیؑ نے یہ صورت حال دیکھی (کہ خلیفہ ثالث امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفانؑ اسی فیصلے پر ہی قائم ہیں) تو دونوں (حج و عمرہ) کو اکٹھا ادا کرنے کا اعلان کیا۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: ابو ساسان تابعی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: میں سیدنا عثمانؑ کے پاس موجود تھا کہ ولید بن عقبہ کو لایا گیا۔ (نحو: سیدنا عثمانؑ کے اس گورنکا تفصیلی تعارف آگے آ رہا ہے) اُس (ولید بن عقبہ) نے نماز فجر کی دور کھٹت پڑھائیں اور پھر (نمازیوں سے) پوچھا: ”اور پڑھا دوں؟“ چنانچہ دو اشخاص نے گواہی دی جن میں سے ایک حمران تھا، کہ اُس (ولید) نے شراب پی ہوئی ہے۔ ایک اور آدمی نے گواہی دی کہ میں نے اُس (ولید) کو قے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ تو سیدنا عثمانؑ نے فرمایا: ”اس نے شراب پی ہے اسی لئے تو قے کی ہے۔“ پھر فرمایا: ”آے علیؑ! اٹھیں اور اسے (شراب نوشی کی حد) کوڑے لگائیں۔“ سیدنا علیؑ نے (آپنے بیٹے سے) فرمایا: ”آے حسنؑ! اٹھو اور اسے کوڑے لگاؤ۔“ اس پر سیدنا حسن ابن علیؑ نے عرض کیا: ”جنہوں نے اس شخص (کے اقتدار) کا مزالیا ہے وہی (یعنی سیدنا عثمانؑ) اس کی تخت بھی برداشت کریں۔“ (نحو: دراصل سیدنا حسن ابن علیؑ کو ولید بن عقبہ جیسے بدکردار شخص کو گورنی کے عہدے پر فائز کرنے پر شدید غصہ بھی تھا اور وہ بنو امیہ اور بنو ہاشم کے درمیان ہونے والے مکملہ قبائلی تصب سے بھی اعتباً کرنا چاہتے تھے۔) پھر سیدنا علیؑ نے فرمایا: ”آے عبد اللہ ابن جعفر! تم اٹھو اور اسے کوڑے لگاؤ۔“ چنانچہ انہوں نے کوڑے لگانے شروع کئے اور جب چالیس پر پہنچ چکا (سیدنا علیؑ) نے فرمایا: ”بس کرو! کیونکہ رسول اللہؐ چالیس کوڑے لگاویا کرتے تھے، سیدنا ابو بکرؓ بھی چالیس لگواتے تھے، اور (جبلہ) سیدنا عمرؑ نے اسی کوڑے بھی لگاؤتے تھے۔ اور یہ سب عمل سنت ہی ہیں مگر یہ (چالیس والا عدد) مجھے (رسول اللہؐ کی سنت ہونے کے باعث) زیادہ پسند ہے۔“ [صحیح بخاری: 3111 اور 1563 اور 3112، صحیح مسلم: 2964 اور 4457]

نحو

ولید بن عقبہ، سیدنا عثمانؑ کا سوتیلا بھائی اور اُن کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا۔ اسکی غیر اخلاقی حرکتوں اور اسی طرح سیدنا عثمانؑ کی جانب سے (تالیف قلب کیلئے) لگائے گئے بنو امیہ ہی کے چند رشتہ دار گورزوں کے افعال کی وجہ سے بعض صحابہ کرام درضی اللہ عنہم خلیفہ ثالث امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفانؑ سے ناراض تھے اور بالآخر ہی معاشر سیدنا عثمانؑ کی مظلومانہ شہادت کا سبب بھی بنے۔ شہادت عثمانؑ کو عبد اللہ ابن سبأ یا ہودی ملعون کے ایک بالکل الگ تحمل فتنے سے جوڑ دینا اور اصل صحیح الاسناد احادیث اور مستند تاریخ سے ناواقفیت اور فرقہ وارانہ کتنا حن کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ اسی ضمن میں محدث اعظم پاک وہند شیخ حافظ زیر علی زئی رحمہ اللہ (المُتوفی-1435ھ) نے شفیعہ دونوں کی مستند تاثبوں سے ثابت کیا ہے کہ عبد اللہ ابن سبأ یا ہودی ملعون دونوں ہی مکاتب قرکے ہاں نہ صرف ایک منافق شخصیت کے طور پر جانا جاتا ہے بلکہ یہاں تک مذکور ہے کہ اسے چوتھے خلیفہ راشد امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالبؑ نے اپنے دور خلافت میں اسکے خلاف توحید گراہ کن عقاہ اور سیدنا علیؑ کی شان میں غلو پر منی نظریات پھیلانے کے عینکین حرم کی پاداش میں قتل کرو کے آگ میں ڈال کر جلوہ بھی دیا تھا: [فتاویٰ علمیہ المعروف توضیح الأحكام للحافظ شیخ زبیر علیزی نقی: جلد - 1 اور صفحہ - 153 تا 159]

15 سُنن نسائی کی حدیث میں ہے:

سیدنا سعد بن ابی وقارؓ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے وین رسول اللہؐ نے سب لوگوں کو امان دے دی (یعنی جان بخشی کا اعلان فرمادیا) مگر چار مردوں اور دو عورتوں کے متعلق حکم فرمایا: ”انہیں قتل کرو و خواہ یہ کعبہ کے پردوں سے کیوں نہ چھے ہوں (یعنی جان بچانے کے لئے کعبہ کی حرمت کا سہارا میں تب بھی قتل کرو) کیونکہ اُن چاروں کے جرائم ناقابل معاافی تھے) ان چاروں میں عکرمہ بن ابو جہل، عبد اللہ بن نطل، مقیس بن صبابة اور عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح شامل تھے۔ چنانچہ عبد اللہ بن نطل کعبہ کے پردوں سے چھٹی ہوئی حالت میں پکڑا گیا تو اُس کی طرف سیدنا سعید بن حریثؓ اور سیدنا عمار بن یاسرؓ دونوں لپکے گر سیدنا عمارؓ جوان آدمی تھے اس لئے پہلے جا پہنچے اور اُسے مار

16 صحيح بخاري اور صحيح مسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ ایک چھتری نمباذل سے گھی اور شد پک رہا ہے اور لوگ اسے اپنی ہتھیلوں میں سمیٹ رہے ہیں، کوئی زیادہ اور کوئی کم لے رہا ہے، پھر اچانک ایک رسی دیکھی جو زمین سے آسمان تک تن ہوئی تھی۔ پھر میں نے آپؐ کو دیکھا کہ اس رسی کو پکڑ کر اوپر چڑھ گئے۔ پھر آپؐ کے بعد ایک اور آدمی اُسی رسی کو پکڑ کر اوپر چڑھ گیا، پھر اس کے بعد ایک دوسرے شخص نے اُسی رسی کو پکڑا تو وہ رسی ٹوٹ گئی مگر پھر اس رسی کو اُس شخص کیلئے جوڑ دیا گیا۔ (یہ خواب سن کر) سیدنا ابو بکرؓ نے عرض کیا: "آے اللہ تعالیٰ کے رسولؐ! میرے مال بابا آپؐ پر قربان، مجھے اس (خواب) کی تعبیر بیان کرنے کی اجازت دیجئے۔" آپؐ نے فرمایا: "ٹھیک ہے تعبیر

ڈالا۔ اسی طرح مقیس بن صبایہ بازار میں لوگوں کے ہتھے چڑھ گیا اور وہیں مارا گیا، البتہ عکرمہ بن ابو جہل فرار ہو کر بحری جہاز پر سوار ہو گیا۔ سمندری سفر کے دوران طوفان نے آیا تو سب کہنے لگے، اب تو صرف اللہ تعالیٰ سے مدعا مانو، یہاں تمہارے (جوہتے) مجبود کچھ کام نہ آئیں گے۔ چنانچہ عکرمہ نے (دل میں) دعا کرتے ہوئے عرض کیا: "الله تعالیٰ کی قسم! اگر صرف اللہ تعالیٰ ہی مجھے سمندری آفت سے نجات دلا سکتا ہے تو خلکی میں بھی وہی نجات دہندا ہے۔ آے اللہ تعالیٰ! میرا تجھ سے پاک عہد ہے کہ اگر تو نے مجھے اس (طوفان) سے بچا لیا تو سیدھا جا کر (تیرے بنی) محمدؐ کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور ان کے ہاتھوں میں ہاتھ دے دوں گا (یعنی اسلام قبول کروں گا) یقیناً وہ بہت معاف کرنے والے اور وسیع الظرف شخصیت کے مالک ہیں۔ چنانچہ پھر (جب اُسے نجات ملی تو) وہ آیا اور (آپؐ کے ہاتھ پر) اسلام قبول کر لیا۔ آب (چوختنا قابل معانی شخص) عبد اللہ بن ابی سرح (کچھ عرصہ کیلئے) سیدنا عثمان بن عفانؓ کے پاس روپوش رہا (نحو: سیدنا عثمانؓ نے قربی رشتہ داری کی بنا پر اسے پناہ دے دی تھی)، پھر جب آپؐ نے سب لوگوں کو بیعت اسلام کے لئے بیانات تو وہ (سیدنا عثمانؓ) اُس (عبد اللہ بن ابی سرح) کو لے کر رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اس کی بیعت بھی قبول فرمائیں۔ رسول اللہؐ نے نظر مبارک اٹھا کر اس کو تین بار دیکھا مگر سرمبارک کا اشارہ فرمایا (تین بار بیعت لینے سے) انکا فرمایا۔ پھر آخر کار بیعت لے لی۔ مگر پھر (اُن دونوں کے جانے کے تھوڑی در بعد) رسول اللہؐ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا: "تم میں کوئی ایک سمجھدار آدمی بھی ایسا نہ تھا جو (صورت حال کی سیکنی کو دیکھتے ہوئے) اُس (عبد اللہ بن ابی سرح) کو قتل کر دیتا جبکہ میں اُس کی بیعت سے گریز کر رہا تھا۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: "آے اللہ تعالیٰ کے رسولؐ! ہمیں آپؐ کی خواہش کا علم کیونکر ہو سکتا تھا؟ (بس ایک دفعہ ہمیں) آپؐ آنکھ سے اشارہ فرمادیتے!" آپؐ نے ارشاد فرمایا: "کسی بھی نبی کے شایان شان نہیں ہے کہ وہ آنکھ سے اشارہ کرے۔" (نحو: آنکھ سے اشارہ کرنے کا عمل ہر معاشرے میں ایک قسم کی خیانت سمجھا جاتا ہے) سُنْنَة نسائيَّة کی حدیث میں ہے: سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: "جو کوئی کفر کرے اللہ تعالیٰ کے ساتھ، سوائے اُس کے کہ جسے مجبور کیا جائے، تو اُس کے لئے بڑا اذاب ہے۔" [النحل: 106] کی تفسیر میں فرمایا کہ اس حکم کو منسوخ کر دیا گیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا: "پھر بُشَّكَ آپؐ کا رتب بہت بخشے والا مہربان ہے، اُن لوگوں کو جو فتنے میں ڈالے گئے تھے پھر انہوں نے بھرت کی پھر جہاد کیا اور صبر کیا۔" [النحل: 110] سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا: "سورۃ النحل کی یہ آیت جس میں شرح صدر ہونے کے باوجود کفر کرنے کا ذکر ہے، یہ آیت عبد اللہ بن ابی سرح کے بارے میں ہے جو (سیدنا عثمانؓ کی طرف سے) مصر کا گورنر بن گیا تھا۔ (حالانکہ) یہ رسول اللہؐ کا کاتب تھا پھر شیطان نے اسے پھسلایا اور یہ کفار سے جمالا تو آپؐ نے فتح مکہ کے دن اسے قتل کرنے کا حکم دیا مگر سیدنا عثمانؓ نے (اپنی رشتہ داری کے سب سفارش کر کے) اسے پناہ دیا تو اسی کی خدمت میں ڈالے گئے تھے پھر انہوں نے بھرت کی پھر جہاد کیا اور صبر کیا۔" [النحل: 106] سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا: "کیا میرا ذکر تمہاری کتاب میں موجود ہے؟" اُس نے عرض کیا: "جی ہاں!" "پھر آپؐ نے فرمایا: "میرے بارے میں کیا لکھا ہے؟" اُس نے عرض کیا: "ایک قرن!" (یہ سن کر) آپؐ نے اُس پر (مارنے کے لئے) دُڑھ تان لیا پھر پوچھا: "کس قسم کا قرن؟" اُس نے عرض کیا: "شدید مضبوط اور سخت امانت دار" آپؐ نے پوچھا: "میرے بعد آنے والے (خلیفہ) کا ذکر کرن آفاظ میں ہے؟" اُس نے عرض کیا: "اُس کا ذکر یہ ہے کہ وہ خلیفہ تو نیک ہو گا، مگر وہ اپنے رشتہ داروں کو ترجیح دے گا۔" سیدنا عمرؓ نے (یہ سن کر) تین بار یہ دعا کی: "الله تعالیٰ عثمان پر حرم کرے۔" (نحو: سیدنا عمرؓ اُس پیشی گوئی کو سمجھ گئے کیونکہ انھیں مندرجہ بالا صحیح الاسناد احادیث میں آئے واقعات کی روشنی میں سیدنا عثمانؓ کی یہ شری کمزوری خوب معلوم تھی) سیدنا عمرؓ نے پھر سوال کیا: "اُس (سیدنا عثمانؓ) کے بعد آنے والے کا کیا ذکر ہے؟" اُس نے عرض کیا: "وہ تو لوہے میں ہی لپٹا رہے گا۔ (یعنی جنگوں میں مصروف رہے گا)" (یہ سن کر) سیدنا عمرؓ نے اپنہا تھا اُس کے سر پر رکھا اور فرمایا: "آے نالائق! آئے نالائق! (یہ کہہ رہا ہے؟)" اُس نے عرض کیا: "آے امیر المؤمنین! بیٹک وہ (یعنی سیدنا علیؓ) ایک نیک سیرت خلیفہ ہو گا، لیکن اُس کے خلیفہ بنائے جانے کے وقت تلوار نیام سے نکالی جا چکی ہو گی اور خون بہایا جا رہا ہو گا (یعنی مسلمانوں میں باہمی خانہ جنگی شروع ہو چکی ہو گی) جامع ترمذی کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو بکرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہؐ نے ایک دن (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے) پوچھا: "کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟" ایک شخص نے عرض کیا: "جی ہاں! میں نے یہ دیکھا کہ آسمان سے ایک ترازو اُزرا ہے، جس میں آپؐ اور سیدنا ابو بکرؓ کو تو لا گیا تو آپؐ پلٹی بھاری لٹکلے، اور پھر سیدنا عمرؓ کو آپس میں تو لا گیا تو سیدنا ابو بکرؓ بھاری ثابت ہوئے، پھر سیدنا عمرؓ اور سیدنا عثمان کا وزن کیا گیا تو سیدنا عمرؓ کا وزن زیادہ نکلا، پھر وہ ترازو (واپس آسمان کی طرف) اٹھا لیا گیا۔" (یہ سن کر) ہم نے دیکھا کہ آپؐ کے چہرہ انور پر ناگواری کے اثرات ظاہر ہو گئے۔ (یعنی شہادت عمرؓ کے بعد معاملات میں تغیر آنے لگے گا) [سنن نسائي: 4072 اور 4074، قال الشیخ الالباني والشیخ زبیر علیزی: إسناده صحيح] [سنن ابی داؤد: 4656، قال الشیخ زبیر علیزی: إسناده صحيح، جامع ترمذی: 2287، قال الامام الترمذی والشیخ الالباني: إسناده صحيح]

کرو۔" سیدنا ابوکبر ﷺ نے عرض کیا: "بادل سے مراد اسلام ہے اور اس سے ٹپکنے والا گھنی اور شہد، قرآن اور اس کی شربی ہے جسے کوئی زیادہ اور کوئی تھوڑا حاصل کر رہا ہے۔ اور آسمان سے زمین تک لٹکنے والی رسمی، وہ دین حق ہے جس پر آپ ﷺ قائم ہیں۔ آپ ﷺ اُسے تھامے رکھیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے اٹھالے گا۔ پھر آپ ﷺ کے بعد ایک اور شخص (یعنی سیدنا ابوکبر ﷺ) اُسے تھام لے گا اور پھر اسے بھی اپنے اٹھالیا جائے گا۔ پھر ایک دوسرا شخص (یعنی سیدنا عمر ﷺ) اُسے تھام لے گا اور پھر اسے بھی اپنے اٹھالیا جائے گا۔ (یعنی سیدنا عثمان ﷺ کی شہادت ان کیلئے کفارہ بن جائے گی) پھر وہ بھی اُسے تھام کر اپنے چڑھ جائے گا۔" سیدنا ابوکبر ﷺ نے تعبیر بیان کرنے کے بعد عرض کیا: "اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، (بتائیے کہ) میں نے درست تعبیر کی یا غلط؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "کچھ درست تعبیر کی اور کچھ غلط!" سیدنا ابوکبر ﷺ نے عرض کیا: "اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ ﷺ مجھے ضرور بتائیے کہ میں نے کون سی غلطی کی؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے قسم مت دو" (آپ ﷺ نے اسکی تعبیر کو حکمت کی وجہ سے بیان نہیں فرمایا لیکن بعد میں ہونے والے حالات نے اُس حقیقت کو واضح کر دیا۔)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو موسیٰ الشعراً کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ کے کسی باغ میں تھا اور رسول اللہ ﷺ کے دوست مبارک میں ایک چھٹری تھی جسے آپ ﷺ پانی اور مٹی میں مار رہے تھے۔ (اسی دوران) ایک شخص نے دروازے پر آکر باغ میں داخلے کی اجازت مانگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "دروازہ کھول دو اور اس (آنے والے) کو جنت کی بشارت دے دو۔" چنانچہ میں گیا تو وہ (آنے والے) سیدنا ابوکبر ﷺ تھے۔ میں نے دروازہ کھول دیا اور انہیں بشارت دے دی۔ پھر ایک اور شخص نے دروازے پر آکر باغ میں داخلے کی اجازت مانگی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "دروازہ کھول دو اور اس (آنے والے) کو بھی جنت کی بشارت دے دو۔" میں نے جا کر دروازہ کھولتا تو وہ سیدنا عمر ﷺ تھے۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا اور انہیں بھی جنت کی خوشخبری دے دی۔ پھر ایک اور شخص نے دروازے پر آکر باغ میں داخلے کی اجازت مانگی۔ آپ ﷺ لیکن گاکر تشریف فرماتھے، (اس بار) اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: "دروازہ کھول دو اور اسے (بھی) جنت کی بشارت دے دو۔" میں نے جا کر دروازہ کھول دیا تو وہ سیدنا عثمان ﷺ تھے۔ میں نے جنت کی بشارت بھی دی اور (آپ ﷺ کی بیان کردہ) بات بھی سنادی۔ (وہ بات سن کر) سیدنا عثمان ﷺ نے کہا: "میں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد چاہتا ہوں۔"

صحیح بخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا عبد اللہ بن عدی بن خیار ﷺ کا بیان ہے کہ میں (باغیوں کے کئے گئے) محاصرے کے دوران سیدنا عثمان ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ (اے امیر المؤمنین!) بیشک ہمارے امام تو آپ ﷺ ہیں (لیکن) آپ ﷺ پر جو مصیبت آئی ہے وہ آپ ﷺ کے سامنے ہی ہے۔ آج کل ہمیں (مسجد بنوی ﷺ میں) فتنوں کا سرغندہ نماز پڑھا رہا ہے جس کی وجہ سے ہمیں تنگی محسوس ہوتی ہے (کہ اُس بعثتِ امام کے پیچھے نماز پڑھ کر ہم بھی کہیں گناہ کارنے ہو جائیں!) سیدنا عثمان ﷺ نے فرمایا: "نمازوں کے اعمال میں سے سب سے بہترین عمل ہے، اس لئے جب لوگ کوئی اچھا عمل کریں تو تم بھی اُن (بدتعیوں اور باغیوں) کے ساتھ شریک ہو جاؤ۔ اور جب وہ برائی کرنے لگیں تو ان سے علیحدہ ہو جاؤ۔"

جامع ترمذی کی حدیث میں ہے: سیدنا مarma بن کعب ﷺ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فتنوں کا ذکر کیا اور ان (فتنوں) کے بہت جلد و قوع پذیر ہونے کی توقع بھی ظاہر کی۔ (اسی دوران) ایک شخص کپڑے میں لپٹا ہوا وہاں سے گزار تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ شخص اُس (فتنوں والے) دن را ہدایت پر ہو گا۔" سیدنا مarma بن کعب ﷺ کا بیان ہے کہ میں اٹھ کر اس (کپڑے میں لپٹے ہوئے شخص) کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ سیدنا عثمان بن عفان ﷺ تھے۔ پھر میں نے آپ ﷺ کے قریب آکر پوچھا کہ کیا یہی وہ شخص ہے؟ (کہ جس کے راه ہدایت پر ہونے کی خبر آپ ﷺ نے دی ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں!" **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابو سہلہ تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان ﷺ نے محاصرے والے دن فرمایا: "رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے (المصیبت کے وقت صبر کرنے پر) ایک عہد لیا تھا جس پر میں صبر کے ساتھ کار بند ہوں۔" **صحیح بخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابو سعید خدری ﷺ اور سیدنا ابو ہریرہ ﷺ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک مسلمان کو جو بھی تکلیف، درد، رنج و ملاحت ہوتا ہے، حتیٰ کہ اسے جو کافی بھی چھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس (تکلیف کو برداشت کرنے) کے عوض اُس کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔" **صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابو ہریرہ ﷺ کا بیان ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: "جو شخص کوئی بھی برائی کرے گا، تو وہ اُس کا بدلا بھی پالے گا۔" [النساء: 123] تو مسلمانوں کو شدید پریشانی لاحق ہوئی۔ (اس پر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور اصلاح کرتے رہو، کیونکہ مسلمان کو پہنچنے والی ہر مصیبت میں گناہوں کا فارہ ہے، حتیٰ کہ معمولی سادھ کو رکنا شاچھ جانے پر بھی (اُس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔)"

[صحیح بخاری : 7046 ، صحیح مسلم : 5928 ، صحیح بخاری : 6216 ، صحیح مسلم : 6212 ، صحیح بخاری : 695]

[جامع ترمذی : 3704 اور 3711 ، قال الشیخ الالبانی والشیخ زیبر علیزی : إسناده صحيح ، صحیح بخاری : 5641 ، صحیح مسلم : 6569]

17 صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا عکرمہ تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس ﷺ نے مجھے اور (اپنے بیٹے) سیدنا علی بن عبد اللہ بن عباس تابعی رحمہ اللہ کو حکم دیا کہ تم دونوں سیدنا ابو سعید خدری ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے اُنکی (روایت کی) اُنکی ایک خاص حدیث سنو، چنانچہ جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ اور ان کا بھائی اپنے باغ کو سیراب کر رہے تھے۔ ہمیں دیکھ کر وہ فریب آگئے اور لوٹھ لکا کر (دل جمعی کے ساتھ) بیٹھ گئے اور پھر سیدنا ابو سعید خدری ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا: "ہم لوگ مسجد (بیوی ﷺ کی تعمیر کیلئے) ایٹھیں ایک ایک کر کے اٹھا رہے تھے جبکہ سیدنا عمر بن یاسر ﷺ (اپنے شوق اور جذبہ کے باعث ایک کی بجائے) دو دو ایٹھیں اٹھا کر لارہے تھے۔ (اسی دوران) اللہ کے نبی ﷺ جب سیدنا عمر ﷺ کے پاس سے گزرے تو (اپنے مبارک ہاتھوں سے) ان کے سر مبارک سے گرد اور مٹی جھاڑتے ہوئے ارشاد فرمایا: " (آفسوس !) عمر کی کم مختی ! (نبوت : یہ عرب کا محاورہ تھا) اسے ایک باغی گروہ قتل کرے گا، عمر تو انہیں جنت کی طرف بلال ہو گا جبکہ وہ لوگ عمار کو آگ کی طرف بلال رہے ہوں گے۔" سیدنا ابو سعید خدری ﷺ کا بیان ہے کہ سیدنا عمر ﷺ نے دعا کی: "اے اللہ تعالیٰ میں اُس فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

18 مُسندِ احمد کی حدیث میں ہے: سیدنا کلام تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم واسط (جوعراق کا ایک شہر ہے) میں سیدنا عبد العالیٰ تابعی رحمہ اللہ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ انکو ایک شخص کو دیکھا جن کا نام تھا: "سیدنا ابوالغادیہ"۔ انہوں نے پانی مانگتا ایک چاندی کے نقش و ٹکڑا والے برن میں ان کیلئے پانی لایا گیا مگر انہوں نے پینے سے انکا کرو دیا اور پھر رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے (بڑی حضرت کے ساتھ) بیان فرمایا کہ آپ ﷺ نے ہم سے یہ ارشاد فرمایا تھا: "دیکھنا میرے بعد دو بارہ کافرنہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گرد نیں مارنے لگ جاؤ۔" پھر سیدنا ابوالغادیہ ﷺ مزید فرمائے گے کہ ایک موقع پر میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ فلاں (میری ایک محبوب شخصیت) کا تذکرہ برائی کے ساتھ کرو رہا تھا، تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر لشکر میں تو میرے بھتے چڑھ گیا (تو تجویز سے نہ کروں گا)۔ پھر جب جنگ صفين کا دن برپا ہوا تو آپ انکو وہی شخص مجھے (میدان جنگ میں) مل گیا۔ اس نے زرہ پہن کر کھی تھی، مجھے زرہ میں ایک شکاف نظر آیا تو میں نے تاک لگا کر کر نیزہ مارا اور اسے مارڈا۔ لیکن پھر مجھے پتہ چلا کہ وہ (مقتول شخص تو) سیدنا عمر بن یاسر ﷺ تھے (یعنی اس وقت تک سیدنا ابوالغادیہ ﷺ خود بھی سیدنا عمر بن یاسر ﷺ کے آہم مرتبے سے ناواقف تھے)۔ پھر سیدنا ابوالغادیہ ﷺ خود سے مخاطب ہوئے اور کہا (تجب ہے کہ) ایک طرف تو ان ہاتھوں نے چاندی کے برتن میں پانی پینے کو تو پسند نہ کیا اور دوسری طرف سیدنا عمر بن یاسر ﷺ کو قتل کرڈا۔ (نعود بالله من ذالک) **مُسندِ احمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا محمد بن عمر و تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب سیدنا عمر بن یاسر ﷺ قتل ہوئے تو سیدنا عمرو بن حزم ﷺ، حضرت عمرو بن عاص ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ سیدنا عمر ﷺ قتل ہو گئے ہیں اور (یاد کرو کر) رسول اللہ ﷺ نے یہ پیش گوئی فرمائی تھی: "اُن (سیدنا عمر ﷺ) کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔" یہن کر حضرت عمرو بن عاص ﷺ فوراً گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور مسلسل "انا لله وانا اليه راجعون" پڑھتے ہوئے حضرت معاویہ بن ابی سفیان ﷺ کے پاس آئے۔ حضرت معاویہ ﷺ نے (انہیں گھبرا یا ہوا دیکھ کر) پوچھا "کیا ہوا؟" "حضرت عمرو بن عاص ﷺ نے انھیں جواب دیا: "سیدنا عمر بن یاسر ﷺ قتل ہو گئے ہیں۔" حضرت معاویہ ﷺ نے پوچھا "حضرت عمر بن یاسر ﷺ قتل ہو گئے ہیں تو پھر کیا ہو گیا؟" یہن کر حضرت عمرو بن عاص ﷺ نے کہا کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: "اُن (سیدنا عمر ﷺ) کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔" اس پر حضرت معاویہ ﷺ نے (غصہ میں آکر) کہا: "تم آپنے ہی پیشاب میں پھسل جاؤ، اُن (سیدنا عمر ﷺ) کو ہم نے قتل کیا ہے؟؟؟" (پھر حضرت معاویہ ﷺ نے اس واضح غلطی کی تاویل کرتے ہوئے کہا) انھیں تو سیدنا علیؑ اور ان کے ساتھیوں نے قتل کیا ہے کہ انکو اپنے ساتھ لائے اور لا کر ہمارے نیزوں کے آگے ڈال دیا۔ (نعود بالله من ذالک) **مُسندِ احمد اور المستدرک للحاکم کی حدیث میں ہے:** انھی حضرت عمرو بن عاص ﷺ کو جب سیدنا عمر بن یاسر ﷺ کے قتل کی خبر دی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: "اُن (سیدنا عمر ﷺ) کا قاتل اور ان کا سامان (مال غنیمت کے طور پر) اُوٹے والا جہنم میں جائے گا۔" (نعود بالله من ذالک) کسی نے پوچھا کہ خود آپ ﷺ بھی تو ان (سیدنا عمر بن یاسر ﷺ) سے اٹانے والے گروہ میں شامل تھے؟ تو حضرت عمرو بن عاص ﷺ نے (بھی اس واضح غلطی کی تاویل کرتے ہوئے) کہا: "رسول اللہ ﷺ نے تو صرف قاتل اور سامان اٹانے والے (کیلئے ہی جہنم رسید ہونے) کا ذکر کیا تھا۔" (نعود بالله من ذالک)

[**مُسند احمد:** 16818 (جلد - 6، صفحہ - 880)، قال الشیخ زیر علیزی و الشیخ شعیب الارنؤوط : استادہ صحیح]

[**مُسند احمد:** 17931 (جلد - 7 ، صفحہ - 340) اور 17929 (جلد - 7 ، صفحہ - 337) ، قال الشیخ شعیب الارنؤوط : استادہ صحیح]

[**المستدرک للحاکم :** 5661 ، قال الامام حاکم و الذہبی : استادہ صحیح علی شرط البخاری و مسلم ، السلسلة الصحيحة : 2008 ، قال الشیخ الالبانی : استادہ صحیح]

19 صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا ابن ثابت تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم حضرت عمرو بن عاص ﷺ کے پاس آئے جبکہ وہ نزع کے عالم میں تھے، وہ کافی دریتک روئے رہے اور اپنا چہرہ دیوار کی طرف پھیر لیا۔ (یہ دیکھ کر) اُنکے بیٹے نے کہا: آبا جان! آپ ﷺ کو تو رسول اللہ ﷺ نے فلاں بشارت دی تھی، فلاں خوشخبری دی تھی۔ حضرت عمرو بن عاص ﷺ نے ہماری طرف رُخ پھیر کر کہا "ہم صحابہ ﷺ (بشارتوں سے بھی بڑھ کر) زیادہ افضل عمل لا اله الا الله مُحمد رسول الله کی گواہی دینے کو خیال کرتے تھے۔ (آئے میرے بیٹے!) میری زندگی میں 3-4 دوسرے گزرے ہیں۔ پہلے (دور جاہلیت میں) میرا یہ حال تھا کہ مجھے بڑھ کر کوئی اور شخص رسول اللہ ﷺ سے زیادہ نفتر رکھنے والا نہیں تھا اور میری یہ شدید خواہش تھی کہ میرا بس چلے تو میں آپ ﷺ کو قتل کرڈا۔ (نعود بالله من ذالک)۔ اگر میں اُسی دوسری میں مر جاتا تو یقیناً جہنمی ہوتا۔ پھر (میری زندگی کا دوسرا دوسرہ وقت آیا) جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام (کی محبت کو) ڈال دیا، تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: آپ ﷺ آپنا ہاتھ مبارک بڑھائیے، میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے آپنا ہاتھ مبارک آگے دراز فرمایا تو میں نے آپنا ہاتھ (پیچھے) کھینچ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آے عمرو! یہ کیا حرکت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں (قبول اسلام سے پہلے) شرط عائد کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا شرط ہے؟ میں نے عرض کیا: مجھے (آپنے گذشتہ گناہوں کی) معافی چاہیے، آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تجھے علم نہیں کہ اسلام لانے سے پچھلے تمام گناہوں میں کوئی اور آپ ﷺ سے زیادہ معزز رہا۔ میں آپ ﷺ کی تعظیم کے باعث کبھی بھی آپ ﷺ کو آنکھ بھر کے ندیکے سکا۔ اور (میری حالت یہاں تک ہوئی کہ) اگر کوئی مجھ سے آپ ﷺ کا خلیل مبارک بیان کرنے کو کہے تو میں بیان نہ کر سکوں گا کیوں کہ میں نے آپ ﷺ کو کبھی نظر بھر کے دیکھا ہی نہیں تھا۔ اس (دوسرے) درپیش ہوئے کہ اب مجھے علم نہیں کہ امید تھی کہ میں اہل جنت میں سے ہوں۔ پھر (میری زندگی کا تیرسا آدھ رہا اس وقت آیا) جب آپ ﷺ کے بعد ہمیں کمی ایسے معاملات (حکمرانی سے متعلق) درپیش ہوئے کہ اب مجھے علم نہیں کہ میں اُن میں کیسار ہا ہوں (یعنی بحق یا ناقص)۔ اب جبکہ میں مرجاوں تو (رسم کے طور پر) میرے (جنازے کے) ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی یا آگ اٹھانے والی نہ جائے۔ پھر جب تم مجھے دُفن کر چکو تو میری قبر پر (سنن کے مطابق پانی کا) چھڑ کا ڈکرنا اور میری قبر پر اتنی دیر ٹھہر جانا کہ جتنا وقت ایک اونٹ ذبح کر کے اُس کا گوشت بائٹھنے میں لگتا ہے تاک کہ اپنی قبر پر تمہاری موجودگی